اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں اِسلام کو پھیلانے کا کام ہمارے ذمہ لگایا ہے

(فرمودہ 25؍فروری 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"میں نے گزشتہ خطبہ میں جماعت کے دوستوں سے کہا تھا کہ تحریک جدید کے وعدوں میں ابھی 23 ہزار روپے کی کمی ہے جسے انہیں بہت جلد پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کمی 23 ہزار سے گر کر سات ہزار پر آ گئی ہے۔ امید ہے یہ تھوڑی سی کمی بھی چند دنوں میں دور ہو جائے گی۔ لیکن اِس دوران میں جو حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اِس کمی کا بہت بڑا باعث خود ربوہ کی جماعت تھی جس نے تحریک جدید کے وعدوں کی طرف پوری توجہ نہ کی اور سُستی سے کام لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ صرف یہاں باتیں سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور پھر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ گویا آپ لوگوں کی مثال اُس ہندو کی سی ہے جو سردی کے موسم میں پانی کی گڑوی بھر کر اپنے جسم پر ڈالتا تھا تو خود کود کر آگے چلا جاتا اور پانی پیچھے گر جاتا تھا۔ بہرحال یہ چیز ہماری آنکھیں کھولنے والی بن گئی اور افسوس پیدا کرنے والی بھی۔ آنکھیں کھولنے والی اِس طرح کہ

جب ہمارے قریب کے رہنے والوں کی یہ حالت ہے تو باہر والوں کی طرف ہمیں کتنی توجہ کی ضرورت ہے۔ اور افسوس پیدا کرنے والی اس طرح کہ جنہیں دوسروں کا لیڈر ہونا چاہیے تھا اور ہر بات میں انہیں آگے نکلنا چاہیے تھا وہی پیچھے رہ گئے۔ جو ایک افسوسناک امر ہے۔ بہرحال یہ بات واضح ہے کہ ہمارا کام بہت وسیع ہے اور ہم نے ساری دنیا میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانا ہے۔ اور یہ کام تقاضا کرتا ہے کہ ہم تحریک جدید کی مضبوطی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کریں اور بیرونی مبلغین کو اتنا روپیہ بھجوائیں کہ وہ بغیر کسی پریشانی کے اپنی تبلیغی مہمات کو جاری رکھ سکیں۔

بیرونی ممالک کے جو حالات مبلغین کی رپورٹوں کے ذریعہ ہمارے علم میں آتے رہتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا، ملایا، ایسٹ افریقہ، ویسٹ افریقہ اور مصر وغیرہ ممالک میں بالخصوص ضرورت ہے کہ ہم اپنی تبلیغی مساعی کو پہلے سے زیادہ تیز کر دیں۔ اور اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ہمارے مشن مضبوط ہوں اور ان کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ بغیر کسی روک کے اپنی تبلیغ کو وسیع کرتے چلے جائیں۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض بیرونی مشن بھی اپنا فرض صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے اور اُن پر ایک جمود کی سی کیفیت طاری ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے تو میں انہیں جھنجھوڑوں اور انہیں بیدار کرنے کی کوشش کروں۔ بے شک بعض مشن ایسے بھی ہیں جنہوں نے اچھا کام کیا ہے۔ مثلاً نائیجیریا کا مشن ہے۔ اس نے نہایت عمدہ کام کیا ہے۔ اسی طرح فری ٹاؤن کے مشن نے بھی اچھا کام کیا ہے۔ لیکن بعض مشن سُست ہیں اور انہوں نے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سمجھا ہی نہیں پھر ہمیں آئندہ کے لیے نئے مبلغوں کی بھی ضرورت ہے۔ اگر نئے مبلغین نہیں آئیں گے تو ہم اپنے کام کو ترقی کس طرح دے سکیں گے۔ پھر اگر مبلغ آ بھی گئے لیکن روپیہ نہ آئے تو انہیں باہر بھیجنا مشکل ہوگا۔ بہرحال جو مشن اس وقت تک قائم کئے جا چکے ہیں انہیں ایک حد تک بڑھانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے مبلغین کو لٹریچر مہیا کرنا چاہیے۔ اسی طرح انہیں سفرخرچ اور جلسے وغیرہ منعقد کرنے کے لیے اخراجات مہیا کرنے چاہییں۔ درحقیقت اب تک ہم اپنے مبلغین کو صرف کھانے پینے کے اخراجات ہی دیتے ہیں سفرخرچ نہیں دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مبلغین اپنے مشن ہاؤس میں ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اتفاقاً

کوئی شخص اُن کے پاس آجائے تو آجائے۔ گویا اُن کی مثال پرانے زمانہ کے زاویہ نشین اور صوفیوں کی سی ہے کہ کوئی آدمی اُن کے پاس آجائے تو وہ اُس سے بات کر لیتے ہیں ورنہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ ہم انہیں اخراجات مہیا کریں گے تو وہ باہر نکلیں گے۔ اخراجات کے بغیر وہ اِدھر اُدھر کس طرح پھر سکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں سفرخرچ کے لیے روپیہ نہیں دیتے۔ صرف روٹی کا خرچ دے دیتے ہیں تو وہ اپنی روٹی کھالیا کریں گے اور سارا دن اِس انتظار میں بیٹھے رہیں گے کہ کوئی شخص اُن کے پاس آئے اور وہ اُسے تبلیغ کریں۔ گویا اُن کی مثال ایک مکڑی کی سی ہوگی جو اپنا جالا بُن کر اس انتظار میں رہتی ہے کہ کوئی اُس کے جالے میں پھنسے اور وہ اُس کا شکار کرے۔ ضرورت صرف اِس بات کی ہے کہ ہم اُنہیں سفر کے لیے خرچ دیں۔ لیکچروں کے لیے خرچ دیں، اِسی طرح لٹریچر دیں تا کہ وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر سکیں۔ جہاں جماعت قائم ہو چکی ہے وہاں تو مبلغین کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں لیکن جہاں جماعت قائم نہیں ہوتی وہاں یہی حالت ہے کہ مبلغ سارا دن اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی شخص خود چل کر اُس کے پاس آئے اور وہ اُسے تبلیغ کرے۔ یا پھر وہ دعا کرتا رہتا ہے کہ یا الٰہی! کوئی شکار بھیج۔ صاف بات ہے کہ اصل شکاری وہی ہے جو شکار کی جگہ پر خود پہنچے۔ اگر کسی کے پاس اتفاقی طور پر خود شکار آجاتا ہے تو وہ کوئی شکاری نہیں جو شکاری کسی درخت کے نیچے بیٹھ جائے اور اس انتظار میں رہے کہ کوئی نیل گائے یا ہرن راستہ بھٹک کر اُس کے پاس آجائے تو وہ شکاری نہیں کہلا سکتا۔ غرض ہمارے مشنوں کے لیے مزید سرمایہ کی ضرورت ہے اور اس لیے جماعت کو کسی وقت بھی اپنے فرائض نہیں بھولنے چاہئیں۔ ان کے سپرد ایک بہت بڑا کام ہے۔ اگر ہم مبلغین کو اخراجات نہیں دیتے تو ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

پچھلے دنوں انڈونیشیا سے ہمیں اطلاع آئی کہ وہاں اگرچہ آبادی زیادہ تر مسلمانوں کی ہے لیکن تعلیم میں عیسائیوں کو زیادہ دخل حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے طلباء عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ بعض طلباء نے میٹنگ کی اور اس میں اُن سوالات پر غور کیا جو وقتاً فوقتاً اُن پر ہوتے رہے ہیں۔ اِس پر ہمارے مبلغ وہاں گئے اور طلباء نے چاہا کہ انہیں عیسائیت کے خلاف منظّم کیا جائے۔ لیکن یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم مبلغین کو لٹریچر مہیا کریں، سفر کے لیے اخراجات دیں تا کہ وہ طلباء کو منظّم کر سکیں۔ عیسائیت کا حملہ صرف غیر مسلم ممالک میں ہی نہیں بلکہ مسلم ممالک پر بھی

عیسائیت کا شدید حملہ ہے اور وہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی ہے۔ اس لیے صرف یورپ اور امریکہ میں ہی عیسائیت کے مقابلہ کی ضرورت نہیں بلکہ مسلم ممالک میں بھی عیسائیت کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض نادان کہہ دیتے ہیں کہ مسلم ممالک میں مبلغین بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ان کے باشندے تو پہلے ہی اسلام کے پیرو ہیں۔ لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کہلانا اَور بات ہے اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرنا اَور بات ہے۔ مسلمانوں نے گزشتہ زمانہ میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے میں سخت کوتاہی سے کام لیا ہے۔ اس لیے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن ان کے اندر اسلام کے لیے غیرت موجود نہیں تھی۔ پس اسکے نتیجہ میں لازمی طور پر عیسائیت ترقی کرتی گئی اور اس نے مسلم ممالک میں بھی اپنا جال پھیلا دیا۔ مسلمان محض نام کے رہ گئے اور تعلیم یافتہ اور جاہل دونوں عیسائیت کا شکار ہو گئے۔ تعلیم یافتہ اِس لیے کہ ان کے افکار پر عیسائیت غالب تھی اور جاہل اِس لیے کہ اُن کے اقتصاد پر عیسائیت غالب تھی۔ اس وجہ سے اس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے لیے نہ صرف ہمیں غیر مسلم ممالک میں جانا پڑے گا بلکہ مسلم ممالک میں بھی جانا پڑے گا اور لوگوں کے سامنے صحیح اسلامی تعلیم رکھنی پڑے گی۔ پس جماعت کو اپنی ذمہ داریاں نہیں بُھلانی چاہئیں۔ جب بھی جماعت غفلت سے کام لے گی وہ ریلا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے روکا تھا اور وہ سیلاب جو آ رہا تھا اور اس کے آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے بند باندھا تھا ٹوٹ جائے گا۔ اور سیلاب آگے بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ اس سیلاب کو روکنا اور اس سے ہوشیار رہنا ہماری جماعت کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے۔"

(الفضل 4؍اکتوبر 1961ء)